تلاوتِ قرآن

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک نامور مفسر، ادیب اور خطیب ہیں۔ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں شعبہ ترجمہ کے صدر تھے اور ثقافت اسلامیہ کے اسسٹنٹ پروفیسر بھی رہے۔ اسلامک یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پشاور میں ایک عرصہ بطور وائس چانسلر خدمات انجام دیتے رہے۔ آجکل ٹی وی پر اپنے لیکچرز سے عوام کو مستفید فرما رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً مختلف علمی سیمیناروں میں اپنی تحقیقات پیش کرتے رہتے ہیں۔

قرآن پاک سرچشمہ ہدایت ہے اور بارگاہ ایزدی تک پہنچنے کا وسیلہ بھی۔ لیکن اس کا فیض ہم تک صرف اس صورت میں پہنچے گا اگر ہم اس میں تدبر و تفکر کریں اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ ہم پر قرآن پاک کے چند حقوق ہیں۔ ان میں سے ایک حق اس کی تلاوت کا ہے۔ یہاں تلاوت سے مراد صرف پڑھ لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس میں غور و فکر کرنا اور پھر اس کی پیروی کرنا مقصود ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا ○

"قرآن میں یہ لوگ کیوں تدبر نہیں کرتے، کیا ان

لوگوں کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟" (محمد - ۲۴)

قرآن پاک وہ کتاب ہے جو تمام آسمانی صحائف اور کتابوں کا نچوڑ ہے۔ دنیا میں جتنے بھی رسول

اور پیغمبر آئے ' ان پر اللہ تعالیٰ نے صحائف اور کتابیں نازل کیں جو مختلف علاقوں میں آباد مختلف قوموں پر اتاری گئیں ۔ قرآن حکیم ان سب کتابوں اور صحائف کا لب لباب ہے اور یہ حتمی صورت میں آ چکا ہے ۔

کلام الٰہی کی تاثیر کے بارے میں قرآن ہی میں ارشاد ہوتا ہے :

لو انزلنا هذا القرآن علٰی جبل لرایته خاشعاً متصدعاً من خشیة اللّٰه ط

" اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو رہا ہے ۔ " (الحشر ۔ ۲۱)

لیکن انسان اسی قرآن سے صرف نظر کرتا ہے اور اس کو دل کی گہرائیوں میں اترنے نہیں دیتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کا دل پتھر بن جاتا ہے ۔

سورہ بقرہ میں فرمان ہے :

ثم قست قلوبکم من م بعد ذلک

" پھر تمہارے دل پتھروں کی طرح سخت ہو گئے ۔ " (البقرہ ۔ ۷۴)

بلکہ اگر کہا جائے کہ دل پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے تو زیادہ درست ہو گا کیونکہ پتھر تو اللہ جل شانہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور ان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں ' لیکن انسانوں کے دل تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی خالق و مالک کے کلام کو نہ توجہ سے سنتے ہیں اور نہ غور سے پڑھتے اور سمجھتے ہیں ' جس کی وجہ سے نہ تو ان کے دلوں سے کوئی چشمہ پھوٹتا ہے اور نہ ہی کسی کو فیض ملتا ہے ۔

علامہ اقبال نے فرمایا تھا :

از تلاوت بر تو حق دارد کتاب
تو ازو کامے کہ می خواہی بیاب

قرآن پاک ہمارے دستور حیات کی حیثیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جب زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر بھیجا تو اس وقت فرمایا:

فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای
فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون ○

"دیکھو جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنھوں نے میری ہدایت کی پیروی کی' ان کو نہ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔" (البقرہ - ۳۸)

مختلف زمانوں اور مختلف ادوار میں انسانوں پر جو ہدایات' احکامات اور تعلیمات نازل ہوتی رہی ہیں' ان سب کا نچوڑ قرآن مجید میں موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هوالذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیته ویزکیهم و یعلمهم الکتٰب والحکمة ق و ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ○

"وہی تو ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہی (کی قوم) میں سے (محمدؐ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔" (الجمعہ - ۲)

ان چار کاموں کی تشریح

قرآن مجید میں یہ آیت چار جگہوں پر آئی ہے۔ اس میں یہ بیان کیا گیا کہ رسول اکرمؐ کو ان چار کاموں کے لئے بھیجا گیا ہے اور رسول اکرمؐ نے یہ چار کام لوگوں کو کر کے دکھائے:

۱- تلاوت آیات

سب سے پہلے قرآن کی تلاوت فرمائی اور اتنے موثر انداز میں فرمائی کہ پورے عرب کا منہ بند ہو گیا اور بڑے بڑے شاعروں کی حیثیت ماند پڑ گئی۔ زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر جس کے شعر سننے پر

لوگ سجدے میں گر جایا کرتے تھے ' اس سے پوچھا گیا کہ تم نے شعر کہنا کیوں بند کر دیئے ؟

وہ کہنے لگا: افبعد القرآن "کیا قرآن کے بعد بھی کسی شاعری کی گنجائش رہ گئی ؟"

سب سے پہلے حضور ﷺ نے قرآن مجید کی خود تلاوت کی اور لوگوں سے کروائی ۔ لیکن تلاوت تدبر اور تذکر کے ساتھ ! ویسے بھی وہ لوگ عرب تھے ' اس لئے قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھا کرتے تھے ۔

۲ ۔ تزکیہ

دوسرا کام یہ کیا کہ تلاوت قرآن کے ذریعہ تزکیہ ء قلوب اور تطہیر نفوس کا عظیم عمل پایہ تکمیل تک پہنچایا ۔ سورہ مزمل کی ابتدائی آیات سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام کے تربیتی کورس میں اہم ترین بات یہ تھی کہ وہ نصف شب یا اس سے کم و بیش اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کریں اور نوافل کے دوران میں ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے رہیں ۔ یہ عمل صحابہ کرام پر تقریباً ڈیڑھ سال تک فرض رہا ۔ پھر سنت موکدہ کے درجے میں آ گیا ۔ حضور اکرمؐ پر یہ عمل پوری زندگی فرض رہا ۔ آپ تلاوت کے دوران میں رحمت کی آیات پہ رحمت کی دعائیں مانگتے ' غصہ و غضب کی آیات پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ۔ یوں تلاوت و دعا آپس میں مل جاتیں اور شدید گریہ کی کیفیت طاری ہوتی ۔ اس کیفیت کو تزکیہ و تطہیر کا بہترین ذریعہ قرار دیا گیا ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یایها المزمل ○ قم الیل الا قلیلاً ○ نصفه او انقص منه قلیلاً ○

اوزدعلیه ورتل القرآن ترتیلاً ○ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً ○

ان ناشئة الیل هی اشد وطاؤ اقوم قیلاً ○

" اے کپڑوں میں لپٹنے والے ! رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات (یعنی) نصف رات یا اس سے کچھ کم یا نصف سے کچھ زیادہ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (مراد قرآن پاک ہے) کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس حیوانی کو) سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی درست ہوتا ہے۔ " (المزمل -۱ تا ۶)

قرآن کے متعلق فرمایا گیا:

شفاء لما فی الصدور

" دلوں میں جو بیماریاں ہیں ' ان کے لئے شفاء ہے " (یونس - ۵۷)

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تزکیہ کا اصل ذریعہ قرآن ہی ہے۔

۳ - تعلیم الکتاب

تیسرا کام یہ کیا کہ ان کو اللہ کی کتاب کی تفصیل کے ساتھ تعلیم دی اور اس سے متعلقہ احکام بتا دیئے کہ یہ تمہارے کرنے کے کام ہیں اور یہ نہ کرنے کے کام ہیں ' یہ ضروری و جائز ہیں اور یہ حرام ہیں۔

تیسرا کام یعنی " تعلیم الکتاب " پندرہ سال کے بعد اپنے جوبن پہ آیا۔ تیرہ سال مکہ میں اور پھر دو سال مدینے میں گزار دیئے۔ اس کے بعد قرآن کے احکامات نازل ہونا شروع ہوئے کہ حلال اور حرام کیا ہے ؟

حضور کا ارشاد مبارک ہے :

" اپنی ساری عبادتیں اور مناسک مجھ سے لے لو۔ " (مسلم)

مناسک اور احکام شریعت کی تفصیلی تعلیم اسی زمانے میں دی گئی۔ کیونکہ ان پر صحیح طور پر عمل اسی صورت میں ممکن تھا جب ایک اسلامی معاشرہ اپنے ارتقا کی منازل طے کرنے کے بعد تشکیل پا چکا ہو۔

۴۔ تعلیم الحکمہ

چوتھا کام یہ کیا کہ لوگوں کو اللہ جل شانہ ' کی اس کتاب کے مطابق زندگی گزار کے دکھا دی کہ زندگی گزارنے کا حکیمانہ اور دانشمندانہ طریقہ یہ ہے اسے سنت کہتے ہیں ۔ سنت سے مراد تین چیزیں ہیں ۔

۱۔ حضور اکرمؐ کا قول

۲۔ آپؐ کا عمل

۳۔ کسی معاملہ میں آپؐ کی خاموشی ۔ یعنی آپؐ نے کوئی بات یا کوئی عمل ہوتے ہوئے دیکھا یا سنا اور اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اسے برقرار رکھا ۔ اسے " تقریر " کہتے ہیں ۔

غور طلب امر

ایک غور طلب امر یہ ہے کہ یہی اول الذکر دو کام ہیں جو ہم نے چھوڑ دیئے ہیں ۔ ثانی الذکر دو کام یعنی تعلیم الکتاب اور تعلیم الحکمہ جو کہ پہلے دو کاموں کے بغیر نہیں ہو سکتے ' ان پر ہم زور دے رہے ہیں اور وہ بھی ناقص طریقے سے ۔ مزید برآں دینی مدرسوں میں فنون تو پڑھائے جاتے ہیں یعنی منطق ' فلسفہ ' ہیئت ' ریاضی وغیرہ لیکن قرآن و سنت کی تدریس میں کوتاہی ہو رہی ہے ۔ دوسری جانب یونیورسٹی میں بی اے کی سطح تک " اسلامیات " موجود ہے لیکن قرآن نصاب سے خارج ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آٹھ دس سال کی محنت شاقہ کے بعد جو شخص تعلیم سے فارغ ہو کر نکلتا ہے ' اسے سب کچھ آتا ہے مگر وہ قرآن سے نابلد ہوتا ہے ' قرآن پڑھنے پڑھانے کا ذوق اس میں سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا ' چونکہ تلاوت اور تزکیہ کا کام بالکل صفر ہے اس لئے اس میں یہ ذوق فراواں نہیں ہوتا کہ وہ قرآن مجید کو شروع سے آخر تک پڑھے تو اس کی روح پھڑک اٹھے ' یا وہ قرآن کو صبح ' شام اور سونے سے پہلے پڑھے ' اس کی آیات پر غور و فکر کر کے آنسو بہائے یا پھر ایسا ذوق و شوق ہو کہ قرآن کی آیات اس سے باتیں کریں ' وہ اللہ سے ہم کلام ہونے لگے ۔ قرآن تو اللہ کا کلام ہے ' آپ

" اگر اسے سمجھ کر پڑھیں گے تو ایک ایک آیت مبارکہ سمجھ میں آتی چلی جائے گی ۔ جب انسان اللہ سے ہم کلام ہو گا تو اس سے اس کی شخصیت پاک ہوتی چلی جائے گی ۔

یہ کام ہم سے چھوٹ گیا ہے اور ہم سے کیا' پورے عالم اسلام میں یہ کام نہیں ہو رہا۔ لوگ تلاوت کرتے ہیں مگر بغیر سوچے سمجھے ' بغیر فکر و تدبر کے اور جنہوں نے عربی زبان پڑھ لی ہے اور قرآن کو سمجھنے لگے ہیں تو انہوں نے چند آیات مناظرے کے لئے سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں ۔ باقی قرآن ان کے نصاب ہی سے خارج ہے حالانکہ قرآن کے بارے میں تو یہ کہا گیا ہے :

ان فی ذلک لذکرٰی لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شھید ○

" جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے ' اس کے لئے اس میں نصیحت ہے ۔ "

(سورہ ق ۔ ۳۷)

تبصرۃ و ذکرٰی لکل عبد منیب ○

" رجوع کرنے والے بندے کے لئے یہ ہدایت اور نصیحت (کا پیغام) ہے ۔ " (سورہ ق ۔ ۸)

یعنی قرآن ہر رجوع کرنے والے بندے کی آنکھیں کھول دینے والا اور دل میں اللہ کی یاد بٹھا دینے والا کلام ہے ۔ اصل کام کرنے کا یہ ہے کہ ایک دفعہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ لیا جائے اور پھر اسے حرز جاں بنا لیا جائے ۔

ایک اہم واقعہ

راقم جب سعودی عرب میں پڑھاتا تھا تو اس دوران میں ایک بی اے کا عرب طالب علم آیا ' اس کی آنکھوں میں آنسو تھے ۔ کہنے لگا کہ میں اتنی شدید پریشانیوں میں مبتلا ہوں کہ زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں ۔ آپ ؒ سے اللہ کے نام پر محبت ہے اور جو کچھ میں آپ ؒ کو بتا سکتا ہوں کسی اور کو نہیں بتا سکتا ۔ آپ ؒ میرے لئے کچھ تجویز کریں ' کوئی وظیفہ یا دعا فرمائیں ۔ میں نے جب اس کی محبت اور لجاجت بھری کیفیت دیکھی تو میں نے کہا کہ ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بات ڈالی ہے ' میری

بات کو غور سے سننا اور اس پر عمل کرنے کی سعی کرنا۔ تمہیں جو بھی پریشانی ہے اور جس عذاب سے بھی تم گزر رہے ہو' تمہیں اس میں نجات کا راستہ مل جائے گا۔ میں نے اسے بتایا کہ تم عرب ہونے کے ناتے عربی سے واقف ہو' ایسا کرو کہ قرآن کو ابتداء سے سمجھ کر پڑھنا شروع کر دو' لیکن آنکھیں کھول کر' بقائمی ہوش و حواس اور دل کے دروازے کھول کر پڑھنا۔ یونہی پڑھتے پڑھتے تمہارے سامنے ایک آیت آ جائے گی اور یہ آیت تمہیں خود بتائے گی کہ میں تمہارا علاج ہوں۔ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہنا۔ جب طبیعت سیر ہو جائے تو پھر آگے چلنا' تلاوت کرتے چلے جانا۔ پھر ایک آیت آئے گی جو تم کو خود سے ہمکلام ہوتی ہوئی محسوس ہو گی' خود تمہیں پکارے گی کہ مجھے پڑھو' میں تمہارا علاج ہوں۔ اس آیت کو بار بار پڑھنا۔ تمہیں کسی سے پوچھنے کی قطعاً حاجت نہیں ہو گی' خود وہ آیت تمہیں کہے گی کہ مجھے بار بار پڑھو۔ تم وہاں رک کر کثرت سے اس کی تلاوت کرنا' بار بار دل کی گہرائی سے' محبت اور تڑپ سے پڑھنا اور جب طبیعت میں ٹھنڈک اور سیری محسوس ہونے لگے تو آگے چل دینا اور یونہی چلتے چلتے قرآن مجید ختم کر لینا' پھر آ کے مجھے ملنا۔

وہ طالب علم یہ عمل کرنے کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ آپؐ مجھے تھپڑ ماریں گے تو میں آپؐ کے پاؤں چوم لیتا۔ میرے گھر کے اندر علاج موجود تھا اور مجھے علم ہی نہیں تھا۔" کہنے لگا کہ تمام مسائل حل ہو گئے ہیں اور اب میں انشاء اللہ قرآن کو یونہی پڑھتا رہوں گا۔ ایک بات یہ ہے کہ اس کو ملکہ حاصل تھا کہ وہ قرآن مجید کی زبان جانتا تھا۔ مفہوم جاننے کے بعد اس نے قرآن کو آنکھیں کھول کر پڑھا' ایک ایک آیت کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھا' تو اس کے سارے مسائل حل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی یہ آیات اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیغامات ہیں۔ یہ اللہ کی ٹیلی گرامز ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کو کبھی پڑھ کر نہ دیکھیں۔ تلاوت اور تزکیہ کا عمل کرنے کی بجائے ہم تعلیم الکتاب اور تعلیم الحکمت کی طرف سے ابتدا کرتے ہیں۔ اگرچہ اس عمل کو بہت کم لوگوں نے کیا ہے لیکن جتنے لوگوں نے بھی کیا' میں ان کی خدمت میں

عرض کروں گا کہ ٹھیک ترتیب سے آیئے ۔ پہلا کام قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کا ہے ۔ اپنے شاگردوں کو اتنی عربی پڑھایئے کہ وہ قرآن مجید کو سمجھ کر اس کی تلاوت کر سکیں ۔ جب قرآن مجید پڑھیں تو اس فرقان حمید کی آیات ان سے ہم کلام ہوں ' وہ کچھ سمجھ کے پیغام وصول کر رہے ہوں ' بات ان کے دلوں میں اتر رہی ہو ۔ اس عمل کے بغیر شاید تلاوت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہو لیکن مقصد فوت ہو جاتا ہے ۔

قوموں کے عروج و زوال کا معیار

اب ایک دوسرا غور طلب قاعدہ بیان کرتا چلوں جسے میرے آقاؐ نے ارشاد فرمایا ہے عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :

ان اللّٰہ یرفع بھذ الکتاب اقواماً و یضع بہ آخرین

" بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سے بعض قوموں کو رفعت و بلندی عطا فرما دیتے ہیں اور اسی کتاب کو چھوڑ دینے کی وجہ سے بعض قوموں کو نیچے گرا دیتے ہیں ۔ " (مسلم)

یعنی پیمانہ اس کتاب کو بنایا گیا ہے جو بھی اس کتاب کے جتنا قریب ہو گا ' اتنا ہی بلند ہوتا چلا جائے گا اور جو اس کتاب سے جتنا دور ہو گا اتنا ہی نیچے گرتا چلا جائے گا ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک سنت اور ہمارے لئے ایک مستقل راستہ بتا دیا ہے ۔ اب پورے عالم اسلام پر نظر ڈالیے ' قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے والے کتنے لوگ ہیں ؟ کتنے لوگ ہیں جنہوں نے زندگی میں ایک مرتبہ بھی پورا قرآن سمجھ کر پڑھ لیا ہو ؟

مولانا مفتی محمد شفیع سے ایک بات ہوئی ۔ عرض کیا : قرآن مجید کو کتنا پڑھنا چاہیے ؟ کہنے لگے : بھائی احادیث کا مطالعہ کر کے دیکھو ' کوئی صحابی تمہیں ایسا نظر آتا ہے جو قرآن مجید کو ختم کرنے میں سات دن سے زیادہ صرف کرتا ہو ؟ اسی لئے قرآن مجید کی سات منزلیں بنائی گئی ہیں تاکہ قرآن مجید سات دنوں میں ختم ہو جائے ۔ "

تلاوت قرآن کے بارے میں ایک بہت عظیم الشان اور مشہور حدیث ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"جس نے اللہ کی کتاب سے ایک لفظ پڑھا' اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایسی نیکی کہ جس کا درجہ دس کے برابر ہے۔ یعنی ایک حرف پر دس نیکیاں اور میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے' لام دوسرا حرف ہے جبکہ میم تیسرا حرف ہے۔" (ترمذی)

یہ لفظ ادا کیا تو تیس نیکیاں مل گئیں۔ اب اسی حدیث کا مطالعہ دیگر حدیث سے ملا کر کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اگر یہی تلاوت وضو کر کے کی جائے تو دس کی بجائے پچیس نیکیاں ملیں گی۔ اگر یہی تلاوت نماز کے اندر کی گئی تو ہر حرف پر پچیس کی بجائے پچاس نیکیاں ملیں گی۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰہؐ یا اباذر لئن تغدوا تتعلم آیۃ من القرآن خیر لک من ان تصلی مائۃ رکعۃ (ابو داؤد)

ابوذر بیان کرتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ "اے ابوذر! تو اگر صبح اٹھتے ہی قرآن کی ایک آیت سیکھ لے (اسے باترجمہ پڑھ کر اس کا مفہوم جان لے) تو وہ تیرے لئے سو رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔" ابو داؤد"

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ایک مجلس میں انہیں بہت سی نصیحتیں فرمائیں' ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ "کسی حال میں بھی قرآن کی تلاوت نہ چھوڑنا"۔

(باقی آئندہ)